سلام اور عیسائیت
احمد یار خان صاحب
ب جامع مسجد غوثیہ
ناشر
ادارہ تعمرا سنت گجرات پاکستان

اسلام اور عیسائیت

از

مفتی احمد یار خان صاحب

خطیب جامع مسجد غوثیہ گجرات

ناشر

ادارہ تعمیر اہل سنت گجرات پاکستان

★

مصنّف ——— جناب مفتی احمد یار خاں صاحب مدظلہ
ناشر ——— ادارہ تعمیر اہل سنت گجرات
مطبع ——— درسی پرنٹنگ پریس گجرات
تعداد ——— ایک ہزار
بار ——— اوّل
طباعت ——— مارچ ۱۹۶۲ء
قیمت ——— مفت تقسیم کیا گیا
کاتب ——— احقر العباد محمد اشرف بٹ محلہ غریب پورہ گجرات

★

۷۸۶

اسلام اور عیسائیت

دنیا میں انسان مسافر ہے عالم ارواح سے آیا ہے آخرت کی طرف جانا ہے یہاں اعمال کی کمائی کیلئے کچھ ٹھہرنا ہے پھر اپنے وطن کی طرف چلا جانا ہے مسافر سفر میں ایسا ہوٹل یا سرائے ڈھونڈتا ہے جس میں کھانے پینے، رہنے سہنے، سونے جاگنے غرضیکہ ہر قسم کا آرام ہو اور اگر اس کے ساتھ ہوٹل کا کرایہ بھی تھوڑا ہو پھر تو سبحان اللہ اور اگر اسی ہوٹل میں رہ کر کمائی بھی کر سکے تو اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے انسان مسافر ہے، دنیا پردیس ہے، مذہب یہاں کا روحانی ہوٹل ہے اور کمانے کی جگہ۔ عقلمند کو

چاہیے کہ وہ مذہب اختیار کرے جس میں انسانی زندگی کی ہر ضرورت پوری کر دی گئی ہو کوئی شعبۂ حیات ناقص نہ چھوڑ اگیا ہو۔ دوستو! ایسا مذہب اسلام ہی ہے جس میں ان تمام باتوں کا پورا انتظام ہے۔ دنیا میں انسان کو عقائد۔ عبادات (اللہ کی پوجا) معاملات (آپس کے انسانی تعلقات) اخلاقیات۔ گھریلو زندگی، سیاسیات (ملکی انتظامات) تعزیرات (مجرموں کی سزائیں) متعلقات (فوجداری و دیوانی قوانین) ان سب ہی کی ضرورت ہے۔ جو دین یہ سب کچھ سکھا دے وہی کامل دین ہے اور وہی قبول کرنے کے قابل ہے اور جس دین میں یہ باتیں نہ ہوں اسے اختیار کرنا اور کامل کو چھوڑنا بیکار بلکہ نقصان دہ ہے۔

دوستو! آج ایسا دین جو فقیری بھی سکھائے بادشاہی کرنا بھی، لڑنا بھی سکھائے ملنا بھی بلکہ یوں کہو کہ

جینا بھی سکھائے اور مرنا بھی اور جو زندگی کے ہر شعبہ میں
انسان کی پوری رہنمائی کرے وہ صرف دین اسلام ہی ہے
اسلام کی کتاب قرآن اور اسلام کے رسول ﷺ کی سنت نے
ہر شخص کی ہر ضرورت کو پورا کیا ہے اور ہر قدم پر انسان کی رہنمائی
کی ہے. مگر موجودہ انجیلیں ان چیزوں سے بالکل خالی نظر
آتی ہیں. ہم نے انجیلوں کا بغور مطالعہ کیا مگر ان میں ہمیں بجز
چند اخلاقی ہدایتوں کے اور کچھ نہ ملا اور وہ ہدایتیں بھی اس
قسم کی ہیں جن میں سے اکثر پر عمل مشکل بلکہ ناممکن ہے کوئی
عیسائی صاحب بھی ان پر عمل نہیں کر سکتے دین صرف باتوں
کا نام نہیں ہے بلکہ عمل کیلئے آتا ہے ہمیں معاف فرمایا جائے
ہم تو انجیلوں کا مطالعہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ تعلیم صرف
کتاب میں رہنے اور منہ سے کہہ دینے کیلئے ہی ہے عمل کیلئے نہیں.
موجودہ انجیلیں نہ تو بادشاہ کو بادشاہت کرنا سکھا سکتی

ہیں اور نہ اس تعلیم کے ذریعہ دنیا میں امن وامان قائم ہو سکتا ہے نہ انجیل کی ہدایت کی روشنی میں ہم گھریلو زندگی بسر کر سکتے ہیں ان انجیلوں نے انسان کو محض تارک الدنیا ہونا سکھایا ہے دُنیا بنانا یا دُنیا چلانا نہیں سکھایا۔

ہم تمام لوگوں خصوصاً مسیحی حضرات اور پادری صاحبان کی خدمت میں انجیل شریف کی روشنی میں عیسائیت کی تعلیم بھی پیش کرتے ہیں اور قرآن شریف کی بھی اور امید کرتے ہیں کہ ٹھنڈے دل سے ان دونوں تعلیموں پر غور کریں اور سوچیں کہ ان میں سے کون سی چیز قابل قبول اور فائدہ مند ہے۔

عیسائیت کی تعلیم یہ ہے کہ گنہگار آنکھ اور گنہگار ہاتھ پاؤں کو جسم سے علیحدہ کر کے پھینک دیا جائے جیسا کہ متی رسول کی انجیل باب ۵ آیت از ۲۷ تا ۲۹ میں ہے: لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جس کسی نے بری خواہش سے کسی

عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا
پس اگر تیری داہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال
کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی
بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا
سارا بدن جہنّم میں نہ ڈالا جائے اور اگر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ٹھوکر
کھلائے تو اس کو کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے
کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے
ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنّم میں نہ جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کسی غیر عورت کو بُری
نگاہ سے دیکھے وہ اپنی آنکھ نکال کر پھینک دے اور
جو کسی غیر عورت کو بُرے ارادے سے ہاتھ لگائے
وہ ہاتھ کاٹ کر پھینک دے۔

غور کرو کیا اس تعلیم پر عمل ممکن ہے اور پادری صاحبان

بتائیں کہ اُن کے ہاں کتنوں نے اس پر عمل کیا جب اُنکے دین میں بے پردگی بھی عام ہے۔ مرد و عورت کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں گرجوں میں مرد و عورت مل کر دعا کرتے ہیں اسکولوں کالجوں میں مخلوط تعلیم کا انہی حضرات کی طرف سے رواج دیا جارہا ہے آزاد عیسائی صاحبان مرد و عورت باہوں میں باہیں ڈال کر مجمعوں میں ناچتے بھی ہیں کیا ان میں سے سارے ہی فرشتے اور روح القدس ہیں کہ ان آزادیوں اور بے قیدیوں کے باوجود کسی مرد و عورت کے دل میں بُرا خیال بھی نہ پیدا ہو۔ انصاف سے بتلایئے کہ کتنے عیسائی صاحبان نے آجتک اس قصور پر اپنے اعضاء کٹوائے معلوم ہُوا کہ یہ تعلیم صرف کتاب میں لکھنے یا مُنہ سے کہنے کے لئے ہے اس پر عمل ناممکن ہے۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیم میں ذرا غور کرو کہ پہلے تو اسلام

نے عورتوں پر پردہ فرض کیا اور ارشاد فرمایا :۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع ۴	اے بیبیو اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی

بلکہ عورتوں کو پردے میں رہتے ہوئے اجنبی مردوں سے بے محابا لوچدار آواز میں کلام کرنے سے منع فرمایا گیا کہ ارشاد فرمایا۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع ۴	اے بیبیو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کرو

اور فرماتا ہے :۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ	اے مردو جب تمہیں اجنبی عورتوں سے کوئی چیز مانگنا پڑے تو پردے کے پیچھے سے مانگو

عورتوں کے پردے کیلئے قرآنی آیات اور نبوی احادیث بہت ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اسلام نے بدکاری روکنے کیلئے اس کے اسباب یعنی عورتوں کی بے پردگی، مردوں عورتوں کا گھول میل، گانے باجے ایکدم ممنوع قرار دے دیئے۔ بخار روکنے کے لئے زکام روکا اور طاعون و ملیریا سے بچنے کیلئے چوہے اور مچھر مارنے کی ہدایت کی۔ اس کے باوجود اگر کوئی کنوارا جوڑا زنا کر بیٹھے تو اس کی سزا سو کوڑے مقرر فرمائی اور اگر شادی شدہ جوڑا ایسی حرکت کرے تو اسکی سزا سنگساری (زانی کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا) مقرر کی۔ اس پر برابر اسلام میں عمل رہا اور اب بھی بعض ممالک اسلامیہ میں عمل ہے۔ اسی قانون کی وجہ سے ان ممالک میں بدکاری ایکدم ناپید ہے لیکن بدنظری کی سزا آنکھ پھوڑنا یا آنکھ نکالنا نہیں مقرر کی بلکہ اس کیلئے ارشاد فرمایا:۔

قُلْ یٰا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا اے محبوب فرمادو کہ اے میرے وہ

عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً	بندو جو اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے (یعنی گناہ کر کے) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ سارے گناہ بخش دیگا

خلاصہ یہ ہے کہ ایسے گناہوں پر سچی توبہ کا حکم دیا یعنی کئے پر شرمندگی اور آئندہ نہ کرنے کا عہد۔ غور کرو کہ کیسی نفیس اور قابل عمل تعلیم ہے عیسائیت کی تعلیم ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ عورتوں کو پردے سے نکالو، کھلے بندوں عورتوں مردوں کو میل ملاپ کی اجازت دے دو، برائی کے سارے اسباب جمع کر دو اور پھر اگر کوئی مرد بری نگاہ سے عورت کو دیکھ بھی لے تو اس کی آنکھ پھوڑ دو۔ روئی اور آگ کو جمع کر دو اور پھر چاہو کہ آگ نہ لگے۔ یہ تعلیم نہ سمجھ میں آسکتی ہے نہ عمل میں۔

عیسائیت کی تعلیم یہ ہے کہ جو تمہارے ایک

گال پر طمانچہ مارے اسکی طرف دوسرا گال بھی پھیر دو اور جو تمہارا چوغہ چھینے اُسے کرتہ بھی دیدو اور جو تمہارا مال لے لے اس سے واپس نہ مانگو۔ شریف آدمی شریر کا مقابلہ نہ کرے چنانچہ متی رسول کی انجیل باب ۵ آیت ۲۹ میں ہے

تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتہ لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔

لوقا کی انجیل باب ۶ آیت ۲۹ میں ہے۔ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے

اور جو تیرا چوغہ لے اسے کرتہ لینے سے بھی منع نہ کر جو کوئی تجھ سے مانگے اسے دے۔ اور جو تیرا مال لے لے اُس سے طلب نہ کر۔

خلاصہ یہ ہے کہ اب تک توریت و زبور میں جو قصاص سزاؤں اور بدلوں کے قوانین تھے اسے مذہب عیسائیت ایک دم ختم فرماتا ہے اور عیسائیوں کو حکم دیتا ہے کہ کسی چور ٹھگ۔ بدمعاش۔ ڈاکو۔ ظالم کو ان کی حرکتوں سے نہ روکو بلکہ اُنہیں اپنی من مانی کارروائیاں کرنے دو۔ اُن سے بدلہ لینے یا اُن کو سزا دینے یا اُنہیں روکنے کا خیال بھی نہ کرو۔

نتیجہ:۔ اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دُنیا میں چوریاں ڈکیتیاں، قزاقیاں عام ہو جائیں گی کسی شریف کی جان مال، آبرو محفوظ نہ رہے گی۔ ملک میں بدمعاشوں کا راج ہوگا اور لاقانونیت کا دَور دورہ۔

عمل:۔ جناب مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قانون پر نہ تو کسی عیسائی صاحب نے آجتک عمل کیا ہے نہ کر سکتے ہیں۔ اس قانون کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر روس، برطانیہ یا امریکہ کا ایک ایک ملک چھینے تو یہ دونوں حضرات روس کے سامنے اپنے دوسرے ملک بھی پیش کر دیں کہ یہ بھی حاضر ہیں لے لیجئے پھر فوج کی کیا ضرورت ہے اور اسلحہ تیار کرنے کی کیا حاجت بلکہ اس قانون کی رُو سے تو پولیس کا محکمہ اور جیل خانے وغیرہ سب بیکار بلکہ مُضر ہوئے غرضیکہ عیسائیت کا یہ قانون ناقابل عمل ہی نہیں بلکہ مُلکی فسادات کا ذریعہ ہے جس پر آجتک کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ کوئی کر سکے گا۔

اسلام۔ مگر اسلامی قوانین یہ ہیں رب تعالیٰ

فرماتا ہے :۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ } اے عقل والو تمہاری زندگی (قومی ہو ملکی یا شخصی) بدلہ لینے میں ہے۔

اور فرماتا ہے :۔

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا } چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔

اور فرماتا ہے :۔

إِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ } جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ ناک کے بدلے ناک کے بدلے کان دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ہے

یہ ہیں اسلامی تعزیرات کے قوانین جن سے دنیا میں امن

قائم رہ سکتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ہی قوم زندہ رہ سکتی
ہے جو ظالم سے مظلوم کا بدلہ لے ورنہ قوم مردہ اور
ملک برباد ہو جائے گا - اگر ایک شہر میں دو چوروں کے
ہاتھ سر بازار کٹوا دیئے جائیں اور پھر ان کے ہاتھ انکے
گلے میں لٹکا کر شہر بہ شہر گشت کرائی جاتے تو انشاءاللہ
سارے ملک سے چوری بند ہو جائے - چوروں کو سالہا
سال تک جیل میں رکھنا حکومت کے لئے بھی وبال
ہے ملک کے لئے بھی بوجھ کہ حکومت نے اتنے سال تک
ان کے کھانے کپڑے کا انتظام کرکے ان کیلئے پورے
محکمہ بنائے جس کا بوجھ ملک پر پڑے - ہاتھ کاٹ دینا
پانچ منٹ میں ہو جاتا ہے پھر یہ ہاتھ کٹا چور چلتا
پھرتا اشتہار کہ لوگ اس کو دیکھ کر چوری کی ہمت
نہ کریں اور یہ خود اپنے پوتوں کو وصیت کر جائے کہ

چوری نہ کرنا. اسی طرح ظالم قاتل کو قتل کرنا. زخمی کرنے
والے کو بدلہ میں زخمی کرنا بالکل برحق ہے غرضیکہ اسلامی
سزائیں جرموں کو جڑ سے اکھیڑنے والی ہیں اور ملک
میں امن وامان قائم کرنے والی. گزشتہ زمانوں میں ان
سزاؤں پر اسلامی ممالک میں عمل ہوتا رہا ہے اور اب بھی جن
ملکوں میں یہ سزائیں جاری ہیں وہاں مکمل امن وامان ہے اس
کی گواہی موجودہ زمانہ کے بھارتی وزیراعظم پنڈت نہرو کی
وہ تقریر ہے جس میں انہوں نے کہا کہ بھارت میں عرب کی
سزائیں جاری ہونا مفید ہوگا کہ ان سے جرم کی جڑ کٹ جاتی
ہے. عیسائی بزرگو! سوچو اور غور کرو کہ کونسا دین ہماری ضرورت
کو پورا کر رہا ہے. اسلام یا عیسائیت اور کس دین کے
قانون قابل عمل ہیں. کوئی عیسائی انجیل کی اس تعلیم پر عمل
نہیں کرتا بلکہ اسلامی سزاؤں پر عمل کرنے پر دنیا مجبور ہے

اور انشاء اللہ ہوگی۔

عیسائیت کی تعلیم یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو سوا بدکاری کے اور کسی وجہ سے طلاق نہیں دے سکتا اگر طلاق دیگا تو وہ زنا کرانے کا مجرم ہوگا اور کوئی عیسائی اس چھوڑی ہوئی عورت سے نکاح نہیں کرسکتا اگر کریگا تو زانی ہوگا۔

چنانچہ متی رسول کی انجیل باب ۵ آیت ۳۲ میں ہے:۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ عیسائی مذہب میں بیوی کو طلاق دینے کی صرف ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ بیوی حرامکار زانیہ ہو۔ اس کے سوا خواہ کتنی ہی نا اتفاقی ہو خاوند نامرد یا بڑے سے بڑا ظالم ہو بیوی کیسی ہی ظالمہ ہو حتیٰ کہ بیوی کے

ذریعہ خاوند کی جان کا بھی اندیشہ ہو مگر اُسے چھوڑ نہیں سکتا
اگر چھوڑتا ہے تو زنا کرانے کا مجرم ہوتا ہے پھر لطف یہ
ہے کہ حرامکار چھوڑی ہوئی عورت سے تو دوسرا عیسائی نکاح
بھی کر سکتا ہے اور اُسے آباد بھی کر سکتا ہے مگر دوسری
چھوڑی ہوئی عورت سے کوئی نکاح بھی نہیں کر سکتا وہ یونہی
دھکے کھاتی پھرے اگر کوئی اس سے نکاح کریگا تو زانی ہوگا۔

نتیجہ:۔ اس قانون کا نتیجہ یہ ہے کہ ہزارہا عیسائی حضرات
کی زندگیاں تلخ ہو جائیں گی بہت دفعہ ایسے واقعات درپیش
آجاتے ہیں کہ خاوند بیوی کا ایک ساتھ رہنا ناممکن ہو جاتا
ہے کبھی اُنکے اجتماع سے سخت خطرے پیدا ہو جاتے ہیں مگر
اس قانون کی رُو سے وہ مجبور ہے طلاق نہیں دے سکتا
غور کرو کتنا سخت و خلاف عقل قانون ہے یہ قانون دیکھئے
اور آج امریکہ و برطانیہ کے عیسائیوں کا عمل دیکھئے جہاں

بات بات پر روزانہ ہزاروں طلاقیں ہوتی ہیں اخباروں میں شائع ہوتا ہے کہ ان ملکوں میں فی منٹ پانچ طلاق کا اوسط ہے معلوم ہوا کہ وہ عیسائی خود اس قانون سے بیزار ہیں۔

اسلام کا اسلامی قانون ہے کہ جہاں تک ہو سکے دیکھ بھال کر اچھی جگہ نکاح کیا جائے لڑکی لاؤ تو نیک لڑکا اختیار کرو تو نیک۔ فرماتا ہے:۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ	اور نکاح کر دو بے خاوند والی عورتوں کا نیک مردوں کے ساتھ

پھر اگر خاوند بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو ان میں صلح کرانے کی کوشش کرو یہاں تک کہ ایک پنچ خاوند کی طرف سے مقرر ہو جائے اور ایک بیوی کی طرف سے جہاں تک ہو سکے ان میں میل ملاپ کرائیے۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ	اے لوگو اگر تمہیں ڈر ہو کہ خاوند

فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا

اور بیوی اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو ایک پنچ خاوند کیطرف سے بھیجدو اور ایک پنچ بیوی کیطرف سے اگر وہ اصلاح چاہینگے تو اللہ ان میں اتفاق پیدا کر دے گا

لیکن اگر ان میں میل ملاپ کی کوئی صورت نہ ہو سکے تو خاوند پر لازم ہے کہ بیوی کا مہر اور عدت کے زمانہ کا سارا خرچہ اُسے دیکر خوشدلی سے طلاق دیدے۔ رب فرماتا ہے:۔

تُمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا

اُن کو سامان انہیں دیدو اور اچھے طریقہ سے انہیں علیحدہ کردو۔

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

ان عورتوں کو روکنا ہو تو بھلائی کیساتھ اور چھوڑنا ہو تو احسان کرکے

اس طلاق کے بعد عورت عدت گزار کر کسی اور نیک مرد

سے نکاح کر سکتی ہے رب فرماتا ہے :-

وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ	اگر یہ خاوند بیوی علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دونوں کو ایک دوسرے سے بے نیاز کر دیگا۔

اس کے علاوہ بچوں کو دودھ پلانا، انکی پرورش، تعلیم و تربیت بہت تفصیل سے قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے پھر خاوند بیوی کے حقوق آپس کے تعلقات گھر میں رہنے سہنے کے طریقے ایسے شاندار طور سے بیان کئے ہیں کہ سبحان اللہ جو کوئی ان پر عمل کرے اس کا گھر بہشت بن جاتا اور زندگی چین سے گزرے یہ ہیں اسلامی قوانین جو قابلِ عمل بھی ہیں اور جنہیں عقل سلیم قبول بھی کر لیتی ہے افسوس کہ موجودہ انجیلوں میں ان چیزوں کا پتہ بھی نہیں اگر ہمیں اس ٹریکٹ کے دراز ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم اس قسم کی ساری آیات معہ تفسیر کے نقل کر دیتے قرآن شریف

نے ماں باپ، خاوند بیوی، اولاد، نوکروں چاکروں کے حقوق تفصیل وار اس شان سے بیان کئے ہیں کہ اسکی مثال کوئی دین پیش نہیں کرتا پھر پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان و عمل سے ان آیات کی تفسیر فرمادی کہ حضور نے نکاح کرکے دکھائے بیویوں کے درمیان عدل و انصاف ان اچھے برتاوے بچوں کی پرورش کے نہ مٹنے والے نمونے ان کے سامنے پیش فرمادئے انجیل کی تعلیم تو وہ تھی جو ابھی آپ حضرات نے دیکھی جناب مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ نکاح کیا نہ بیوی بچے رکھے لہذا ان کی زندگی شریف بھی لوگوں کو خانگی زندگی کا نمونہ پیش نہیں کرتی علیسائی صاحبان ان چیزوں کے لیے اسلام ہی کے محتاج ہیں بہتر ہے کہ وہ حضرات بھی پیغمبر اسلام کے دامن میں پناہ لیں اسلامی قوانین کو اپنالیں۔

عیسائیت کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا میں مال جمع نہ کرو

جو کچھ ہو وہ بھی بیچ کر خیرات کر دو امیر بن کر نہ رہو بلکہ فقیری میں زندگی گزارو۔ امیر آدمی خُدا کو نہیں پا سکتا خدا رسی کے لیئے تارک الدنیا سنیاسی رسادھو بن کر رہنا ضروری ہے۔

چنانچہ متی رسول کی انجیل باب ۶ آیت ۱۹ میں ہے:

(۱) اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چُراتے ہیں بلکہ اپنے لیئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ

اسی انجیل کے اسی باب کی آیت ۲۴ میں ہے:-

(۲) کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت یا ایک سے ملا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا تم دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے اس لیئے میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جانوں کی فکر نہ کرو کہ ہم کیا کھائیں گے اور کیا پئیں گے اور نہ اپنے بدن کی کہ کیا

پہنچینگے کچھ آگے ہے ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا آسمانی باپ انکو کھلاتا ہے تم ان سے زیادہ قدر نہیں رکھتے۔

(۳) لوقا کی انجیل باب ۱۲ آیتہ ۳۳ تا ۳۴ میں ہے:-

اپنا مال اسباب بیچ کر خیرات کر دو اور اپنے لئے ایسے بٹوے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا جہاں چور نزدیک نہیں جاتا اور کیڑا خراب نہیں کرتا کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہیں تمہارا دل بھی لگا رہے گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ عیسائی مذہب میں مال جمع کرنا کوٹھیاں بنانا کھانے پینے کی فکر کرنا منع ہے عیسائیوں کو چڑیوں پرندوں کی طرح توکل کرنا چاہئے اور اپنا مال اسباب سامان بیچ کر خیرات کر دینا چاہئے اور خود فقیر بن جانا چاہئے غرضیکہ عیسائیوں کو تارک الدنیا بن کر زندگی گزارنی چاہئے دنیادارانہ

زندگی گزارنا ممنوع اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہے اور ان کی تعلیم راہبانہ زندگی گزارنا ہے۔

نتیجہ: اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ ان احکام پر سوا چند سنیاسی سادھو فقیروں کے اور کوئی عمل نہیں کر سکتا یہ سب کچھ صرف پڑھ لینے کے لئے ہے عمل کے لئے نہیں چنانچہ دیکھ لو کہ امریکہ۔ برطانیہ کے عیسائی اس قدر مالدار ہیں جن کی مثال دوسری قوموں میں نہیں ملتی وہاں کا ایک ایک عیسائی لاکھوں روپوں ہزاروں جانوروں بیسیوں مربع زمین اور بیشمار کوٹھیوں کا مالک ہے۔ مال بڑھانے کیلئے سودی کاروبار ان کے ہاں خوب چمک رہا ہے جیسی شاہانہ اور آرام کی زندگی عیسائی گزار رہے ہیں دوسری قومیں نہیں گزارتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تعلیم دیکھو اور عیسائیوں کا اس کے برعکس عمل ملاحظہ کرو۔

غرضیکہ تعلیم اور عمل میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔
عیسائیت سرمایہ داری کے سخت خلاف اور عیسائی
حضرات بڑے سرمایہ دار وہاں دین اور ہے عمل کچھ اور

اسلام کا قانون یہ ہے کہ سرمایہ پرستی سخت

بُری ہے اور سرمایہ داری بہت اچھی سرمایہ پرستی یہ ہے
کہ انسان دولت جمع کرنے کو اپنا مقصدِ زندگی بنائے
کہ دولت کے نشہ میں اللہ رسول اور مالی حقوق سب
کو بھول جائے اور اسلام نے مالداری پر جو فرائض
رکھے ہیں وہ ادا نہ کرے قرآن شریف اور سنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی سخت برائیاں فرمائی
گئیں اور سرمایہ داری یہ ہے کہ انسان دولت رکھے
مگر دین کی خاطر کہ اس سے دین ۔ قوم ۔ ملک کی خدمت
کیا کرے چنانچہ اسلام نے مسلمانوں پر جیسے بدنی

عبادتیں فرض ہیں نماز۔ روزہ۔ ایسے ہی مالی عبادتیں
بھی لازم ہیں جیسے زکوٰۃ۔ حج۔ فطرہ۔ قربانی۔ جہاد
وغیرہ ان عبادتوں کے لئے مسلمانوں کو مال جمع کرنا بھی
پڑتا ہے اور مال رکھنا بھی۔ اسلام نے زکوٰۃ اس
مسلمان پر فرض کی جو ایک سال تک مال جمع رکھے۔
سبحان اللہ کیسے پاکیزہ اصول ہیں جنہیں عقل بھی
مانتی ہے اور ان پر مسلمانوں کا ہمیشہ سے عمل بھی
ہے اور رہے گا۔ چونکہ عیسائی مذہب میں مال
رکھنا ہی منع ہے اور سرمایہ داری بڑا عیب ہے اس
لئے ان کے ہاں مالی عبادت کوئی نہیں نہ زکوٰۃ
ہے نہ حج وغیرہ صرف بدنی عبادت یعنی دعا
ہے۔ سرمایہ پرستی کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ	اور وہ جو جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ	چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○	نہیں کرتے اُنہیں خبر دیدو دردناک
يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى	عذاب کی جس دن اُسے تپایا جائیگا
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ	دوزخ کی آگ میں پھر اس سے داغینگے
هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ فَذُوْقُوْا مَا	انکی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے
كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۔	وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا
سورۃ توبہ پارہ ۱۰	اب اس جوڑنے کا مزہ چکھو۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ مال گنجے سانپ کی شکل میں اس سرمایہ پرست کے گلے کا ہار ہوگا اور اُسے ڈسے گا اس قسم کی آیات واحادیث میں سرمایہ پرستی کی بُرائیوں کا ذکر ہے اور سرمایہ پرستوں پر ہی عتاب ہے سرمایہ داری کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے :-

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ	نماز قائم کرو زکوٰۃ دیا کرو
پارہ ۱ ـــ بقر	

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ پارہ ۲۸ منافقو | ہمارے دئیے میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آئے

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا پارہ ۴ آل عمران | اور بے عقلوں کو اپنے مال نہ دو جو اللہ نے تمہاری بقا کا ذریعہ بنایا

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا پارہ ۱۵ بنی اسرائیل | اور قرابتداروں کو اُن کا حق دو اور غریبوں کو اور مال بیجا خرچ نہ کرو

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا پارہ ۱۵ بنی اسرائیل | اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ پورا کھول دو ورنہ تم بیٹھ رہو گے ملامت کئے ہوئے تھکے ہوئے

اسلام کے ان قوانین میں غور کرو کیسے پاکیزہ اور قابلِ عمل ہیں جنہیں ہر عقلمند قبول کرنے پر مجبور ہے اسلام رہبانیت کی زندگی نہیں سکھاتا جس میں دنیا سے یکدم کنارہ کشی کر لی جائے بلکہ دنیا برتنے کا حکم بھی دیتا ہے اور دنیا کو دین بناتا ہے مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ مسجد میں آکر

تارکِ الدنیا بنیں کہ وہاں دنیا کی بات بھی نہ کریں گھر و بازار میں پہنچ کر خوب دنیا کمائیں مگر قانون اسلامی کے ماتحت کہ ناجائز طریقوں جوئے رشوت چوری دھوکہ وغیرہ سے بچیں سلطان مرغابی کی طرح رہیں جو دریا میں پہنچ کر تیرندہ بن جاتی ہے اور ہوا میں پہنچ کر پرندہ ہے

تو سنسار میں ایسا ہو رہ جوں مرغابی ساگر میں
ڈگر پہ اپنے ایسے جانا جو جت ناری گاگر میں

فرق :۔ اسلام و عیسائیت میں فرق یہ ہے کہ عیسائی مذہب انسان سے دنیا چھڑاتا ہے اور اسلام دنیا کمانا و خرچ کرنا سکھاتا ہے۔ عیسائی مذہب وہ ڈاکٹر ہے جو بیمار کو غذا سے روکتا ہے اسلام وہ ڈاکٹر ہے جو اسے غذا ہضم کراتا ہے یقیناً غذا چھوڑانے والے ڈاکٹر سے غذا ہضم کرانے والا ڈاکٹر بڑا لائق ہے۔ انسانی قوتوں کو بیکار نہ کراؤ بلکہ صحیح جگہ خرچ کراؤ۔

قرآن کریم فرماتا ہے :-

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿ درست ترازو سے تولو اور اس سے لین دین کرو ﴾

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿ خرابی ہے کم تولنے والوں کی کہ جب اوروں سے ماپ لیں تو پورا لیں اور جب ماپ تول کر دیں تو کم دیں ﴾

دیکھو اسلام نے بازار چھڑایا نہیں بلکہ بازار میں بیچنا خریدنا سکھایا۔

عیسائیت نے انسان کو جہاد سے روکا لڑنے بھڑنے اور جنگ سے سخت منع فرمایا۔ چنانچہ لوقا کی انجیل باب ۶ آیت ۲۷ صفحہ ۱۶ پر ہے :-

لیکن مَیں تم سُننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے
دشمنوں سے محبّت رکھو جو تم سے عداوت رکھیں
ان کا بھلا کرو جو تم پر لعنت کریں ان کے لیئے برکت
چاہو جو تمہاری بے عزتی کریں ان کیلئے دُعا کرو۔

خلاصہ:۔ اس تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ جو
کوئی عیسائیوں کی جان۔ مال۔ قوم۔ ملک۔ قانون
دین وغیرہ کا دشمن ہو عیسائی حضرات اس سے محبّت
ہی کریں۔ ہر طرح اس کا بھلا ہی کریں اور جو کوئی
عیسائی حضرات کی کیسی ہی بےعزّتی کرے انہیں
کتنا ہی ذلیل کرے مگر وہ اس دشمن کو دُعا
کے سوا کچھ نہ دیں۔ جنگ۔ جہاد تو بہت
دُور کی چیزیں ہیں اُنہیں زبانی جواب بھی نہ
دیں۔ صرف دعائیں دیں۔ ان سے اچھے برتاؤ

کریں۔

نتیجہ:- اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ عیسائی دنیا میں اس تعلیم پر عمل کرکے کبھی عزت کی زندگی نہیں گزار سکتے۔ کیونکہ سپاہیانہ زندگی ہی عزت کا ذریعہ ہے عدم تشدد۔ اہنسا۔ دُعائیں دینے والی زندگی صرف فقیر فقراء ہی کی ہو سکتی ہے جو دُر کار شکر بھی دعائیں ہی دیتے ہیں۔ آج کوئی عیسائی بھی اس تعلیم پر عامل نہیں۔ امریکہ۔ برطانیہ۔ فرانس کی جنگی تیاریاں فوجی طاقت۔ مہلک ہتھیاروں کی ایجادات۔ دشمنوں سے بدلے لینے کے واقعات کس سے چھپے ہیں حالانکہ یہ قومیں عیسائی ہیں۔ جب عیسائیت سوا دُعائیں دینے کے اور

تمام چیزوں سے منع کرتی ہے تو یہ تیاریاں
کس لئے ہیں معلوم ہوا کہ یہ تعلیم صرف پڑھنے
لکھنے اور لوگوں کو بتانے کے لئے ہے۔
اس پر عمل ناممکن ہے۔ نہ کسی عیسائی نے
اس پر عمل کیا نہ کر سکتا ہے۔
اسلام نے دشمنوں کی بہت تفصیل فرمائی
ہے اور ہر دشمن کے علیحدہ احکام دیئے۔
ذاتی دشمن۔ قومی دشمن۔ ملکی دشمن یعنی قومی غدار
قانونی دشمن۔ دینی دشمن۔
ذاتی دشمن خواہ جانی دشمن ہو یا مالی دشمن یا
عزّت و آبرو کا دشمن، اس سے بدلہ لینے
کی اجازت دی اور معاف کر دینے کی رغبت
دی۔ معافی کے متعلق ارشاد فرمایا:-

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ
عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ وَمَا
یُلَقّٰھَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا
وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ

برائیاں بھلائیوں سے دفع کرو
جس سے تمہاری دشمنی بھی ہو گی وہ
تمہارا گہرا دوست ہو جائے گا
مگر یہ صفت بڑے نصیبہ وروں
کو ملتی ہے

قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ
الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ

فرمایا تم پر آج کوئی سرزنش نہیں
اللہ تمہیں بخشے

وَالْكَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ
عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ
الْمُحْسِنِیْنَ

اور غصہ کھانے والے لوگوں کو
معاف کرنے والے اللہ نیکوں
کو پسند کرتا ہے۔

ان آیات کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل میں فرماتے ہیں:-

صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَاعْفُ

جو تم سے توڑے تم

عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَاَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْکَ } اس سے جوڑو اور معافی دو

سب کو معلوم ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے ہاتھوں ہجرت سے پہلے سخت تکلیفیں اٹھائیں حتیٰ کہ آپ کو ترکِ وطن کرنا پڑا اور بعد ہجرت بھی ان کی طرف سے حضورؐ کو سخت دکھ اور صدمے پہنچتے رہے کسے خبر نہیں کہ جنگِ اُحد میں وحشی نے حضورؐ کے چچا جناب حمزہ رضؓ کو شہید کیا اور مکے کی رہنے والی ایک عورت ہندہ زوجہ ——— ابوسفیان نے جناب حمزہ رضؓ کے ناک کان کاٹے اور ان کا کلیجہ نکال کر مزے لے

لے کر دانتوں سے چبایا۔ ان کے اعضاء نہانی کاٹ

کر دھاگے میں پرو کر ہار بنا کر گلے میں پہنے۔ یہ

وہ ظلم تھے جو آسمان نے کبھی نہ دیکھے ہوں گے

مگر خود انہیں ہندہ کی بیٹی یعنی حضرت ام حبیبہؓ بنت

ابوسفیان حضورؐ کے نکاح میں ہی حضورؐ کے گھر

میں ہیں مگر آپ نے ان سے نہ فرمایا کہ تمہاری

ماں نے میرے شہید شدہ حمزہؓ کی نعش کے

ساتھ یہ ظلم توڑے ان ام حبیبہؓ پر برابر لطف و

کرم جاری رکھا اور جب حضورؐ نے مکہ معظمہ

فتح کیا اور یہ تمام لوگ آپؐ کے قبضہ میں آئے

تو سب کی معافی کا اعلان فرمایا بلکہ ان سب کو

اور خصوصاً ابوسفیان و ہندہ پر خصوصی مہربانیاں

فرمائیں۔ اس رحم و کرم کی مثال نہیں مل سکتی۔

یہ تو تھے ذاتی دشمنوں سے معاملے مگر دینی دشمن
یا قومی دشمن کو معاف کرنا سخت ممنوع فرمایا۔
انہیں ضرور سزا دی کہ ان کو معاف کرنا ملک و قوم
پر ظلم ہے جس سے ملکی و دینی نظام درہم برہم
ہوجاتا ہے اسی کے متعلق حضرت شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اور سچ فرماتے ہیں ؎

نکوئی با بداں کردن چناں است
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

ترجمہ:- بُروں سے بھلائی کرنا ایسا ہی خطرناک
ہے جیسا کہ بھلوں سے بُرائی کرنا۔
اب قرآن و حدیث کی تعلیم ملاحظہ کرو۔
رب تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ | زنا کرنے والی اور زنا کرنے والے

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ	ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے
وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ	لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ
فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ	آئے اللہ کے دین میں اگر تم
تُؤْمِنُوْنَ ۝ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ	ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور
الْآخِرِ پارہ ۱۸ ۔ نور	پچھلے دن پر

دیکھو رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ کنوارے بدکاروں کو سو سو کوڑے مارو اور خبردار ان پر ترس نہ کھاؤ اور چھوڑ نہ دو بلکہ ضرور مارو۔ چونکہ زانی زانیہ قومی مجرم ہیں اس لئے انہیں معاف نہ کرو نیز فرماتا ہے :۔

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ	چور اور چورنی کے
فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا	ہاتھ کاٹ دو

چونکہ وہ ملکی مجرم ہے اُسے معاف نہ کرو۔

مسلم بخاری میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ
سے روایت ہے کہ ایک عالیشان گھرانے کی عورت
فاطمہ بنت اسود مخزومیہ نے چوری کرلی۔ صحابہ رضؓ
نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ذریعہ بارگاہِ رسالتؐ میں معافی کی سفارش کی۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض ہوئے پھر
سب کو وعظ فرمایا اور ارشاد کیا کہ پچھلی اُمتیں
اس لئے ہلاک ہوئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا
آدمی چوری کرتا تھا تو اُسے معاف کر دیتے
تھے اور اگر معمولی آدمی چوری کرتا تو اُسے سزا
دیتے تھے۔ آخری الفاظ غور کے قابل ہیں:۔

وَايْمُ اللهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ

اللہ کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ رضؓ بھی چوری کرتی تو میں اُس کا

نقطعت یدی ھا | ہاتھ کاٹ دیتا

دیکھو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہیں جنہوں نے خون کے پیاسوں کو معافیاں دے دیں وہ چور کو معافی نہیں دیتے۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ لوگ اپنے دشمن تھے انہیں معافی دے دی اور یہ لوگ قوم کے دشمن تھے انہیں معاف نہ فرمایا۔ یہ اصول عقل سلیم کے بالکل موافق ہے جس پر عمل کرنا ملک و قوم کو آباد رکھتا ہے۔ اس پر اسلامی ممالک میں عمل رہا اور اب بھی بہت سے اسلامی ملکوں میں عمل ہے۔ لیکن عام معافی اور کفارہ کا مسئلہ بدمعاشوں کو جرم پر دلیر کرتا ہے۔

عیسائیت ہم کو بتاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ کیوں؟ لوگوں کے گناہوں
کی سزا میں تاکہ آپ کی سولی تا قیامت گنہگاروں
کا کفارہ بن جائے۔ یوں سمجھ لو کہ عیسائی عقیدے
کے مطابق تمام گنہگاروں کے گناہوں کا کفارہ ہو چکا
جناب عیسیٰ علیہ السلام سب کے گناہوں کے کفارہ
کے طور پر سولی چڑھ گئے۔

نتیجہ :- اس عقیدے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ
گناہوں پر دلیر ہو جائیں گے۔ جب انہیں بتا
دیا گیا کہ لوگو! فکر نہ کرو کسی گناہ پر تمہاری پکڑ نہ
ہوگی۔ کیونکہ تم سب کی طرف سے جناب عیسیٰ
ابن مریم سولی کھا گئے۔ اب تمہارے کسی گناہ کی
نہ پکڑ ہے نہ سزا تو لوگ خوب من مانی کارروائیاں
کریں گے۔ اگر آج حکومت اعلان کر دے کہ کسی

مجرم کو گرفتار نہیں کیا جائے گا اور کوئی ملزم سزایاب نہ ہوگا تو یقیناً ملک کا امن و امان ختم ہو جائے گا شریف لوگ زندگی نہ گزار سکیں گے۔

اسلام ہے۔ مگر اسلام کا رویہ اس کے متعلق عجیب اور نرالا ہے۔ اسلام نے نہ تو انسان کو بخشش کا یقین دلایا اور نہ بخشش سے مایوس ہی کر دیا کہ ان دونوں اعلانوں سے لوگ جرم پر دلیر ہوتے ہیں۔ بلکہ سخت پکڑ اور سنگین سزاؤں کا اعلان بھی کیا اور اس کے ساتھ توبہ کی دعوت بھی دی اور توبہ کرنے کی صورت میں مغفرت اور بخشش کا وعدہ بھی کیا تاکہ رب تعالیٰ سے خوف بھی رہے اور اُمید بھی۔ اس خوف و اُمید سے لوگ گناہوں سے توبہ کریں اور آئندہ زندگی اچھی

گزاریں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے :-

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا	فرما دو اے میرے وہ بندے جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ بخش دیگا۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے :-

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا	لیکن جو توبہ کریں ایمان لے آئیں اور آئندہ اچھے کام کریں تو یہ ہی وہ ہیں کہ اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیگا یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۳۔ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا	میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں

الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ } بخشنے والا مہربان ہوں اور میرا عذاب سخت دردناک ہے

۴. لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی } کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔

۵. لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی } انسان کو وہ ہی ملے گا جو اُس نے کوشش سے کما لیا

۶. مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ } انسان کوئی بات بھی نہیں کرتا مگر اس کے پاس ہی محافظ موجود ہوتے ہیں

غرضیکہ اسلام نے انسان کو خوف بھی دلایا ہے اور امید بھی اور حکم دیا ہے کہ اگر تم گزشتہ گناہوں پر نادم ہو جاؤ اور آئندہ جرم

نہ کرنے کا عہد کر لو تو اللہ معاف فرما دے گا۔

غرضیکہ اسلام کی تعلیم نہایت ہی اعلیٰ ہے سبحان اللہ کیسا نفیس قانون ہے کہ اپنی کرنی اپنی بھرنی ہے کسی کو دوسرے کے گناہوں پر سولی وغیرہ پر نہ چڑھایا جائے گا۔ یہ وہ اصلاحات تھے جن سے عرب جیسے ملک کے وحشی لوگ انسان ہی نہیں بلکہ انسان گر بن گئے اور ان ہی قوانین کے ذریعہ انسانوں کی ایسی اصلاح ہوئی۔ جس کی مثال نہ ملے گی۔

احمد یار خاں